ماہِ رمضان کا نظام تربیت

نعیم صدیقی

صحیح تصوّرِ اسلام اور رمضان

رمضان (روزوں کا مہینہ) پر بات کرنے سے پہلے یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک سر توڑ مہم اور ایک جان کاہ تگ و تاز کا نام اسلام ہے۔

خدا تعالیٰ کی پکار اور اس کے پیغمبروں کی دعوت پر جن لوگوں کی فطرت سلیم جاگ اٹھتی ہے، ان کے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پکارتے ہی طاغوتی قوتوں کی طرف سے ان کے خلاف ایک لامتناہی جنگ و تصادم کا آغاز ہو جاتا ہے۔ پس آنے والوں سے پہلے قدم پر ہی کہا جاتا ہے کہ آؤ تو سوچ سمجھ کر آؤ، خدا کا ساتھ دینا ہے تو خدا کے باغیوں اور طاغوتوں کو مسترد کر کے آؤ۔ اسلام کے کیمپ میں داخل ہوتے ہوئے خدا سے جانوں اور مالوں، اولادوں اور جائیدادوں، کھیتیوں اور تجارتوں، آسائشوں اور افزائشوں کا ایک ہی بار سودا کر کے آؤ۔

ایمانی عشق کی راہ جو رضائے الٰہی کی جنتوں تک جاتی ہے، سہل نہیں ہے۔ اس کے سالکوں کو بھکاریوں کی طرح دربدر پھرنا پڑتا ہے۔ وہ اگرچہ فرد فرد تک ہدایتِ ربّانی کا نور پہنچاتے جاتے ہیں تو در حقیقت دوسروں پر بڑا احسان کرتے ہیں، مگر انداز ان کا ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی سائل کسی کے کوچہ ناز سے اس طرح گزرے کہ اس کے خس و خاشاک کی بھی ناز برداریاں کرے۔ پھر جواب میں کبھی گالیاں، کبھی پتھر! کبھی اپنے بگڑ جاتے ہیں، کبھی مال و متاع چھن جاتے ہیں، کبھی گھر اجڑ جاتے ہیں، کبھی وطن کو الوداع کہہ کہ ہجرت کی راہ اختیار کرنی پڑتی ہے، اور ایسے وقت بھی آتے ہیں جب تلواریں تلواروں سے ٹکرا جاتی ہیں۔ یہ سارا کٹھن راستہ جہاد کا راستہ ہے۔ اس جہاد سے بھی سخت جہاد وہ ہوتا ہے جب اقتدار ہاتھ میں ہوتا ہے اور آدمی ناجائز طور پر کسی کو اف نہیں کہہ سکتا۔ دولت کے انبار ہوتے ہیں لیکن ان کے سب سے

بڑے امانت داروں کو فاقہ مستی میں رہنا پڑتا ہے۔ عدل و قانون کا سارا زور جمع ہو کر ہاتھ آتا ہے مگر ایک ادنیٰ شہری کے کسی حق کو اس سے چھینا نہیں جا سکتا۔ اور ایک معزز ترین اور انتہائی اقرب کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا جا سکتا۔ تب وہ انصاف قائم ہوتا ہے جس پر زمین و آسمان قائم ہیں۔

کتنی عظیم مہم ہے! اس میں عمریں کھپ سکتی ہیں، نسلوں کی محنتیں صرف ہو سکتی ہیں۔ دسیوں بار ناکامیوں اور شکستوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، طرح طرح کی مخالفانہ سازشوں سے سابقہ پڑ سکتا ہے، گرفتاریاں اور قیدیں پیش آ سکتی ہیں۔ قرقیاں اور ضبطیاں ہو سکتی ہیں۔ صلیب و دار کے مراحل پیش آسکتے ہیں۔ ایسی عظیم اور مقدس مہم کے لیے بھرتی ہونے والے افراد کو یونہی نہیں چھوڑا جاتا کہ جاؤ، جیسے تمہارا جی چاہے مزے اڑاؤ، بس اب تمہارا نام درج رجسٹر ہو گیا۔

بلکہ اسلام کے علمبرداروں کو مختلف طریقوں سے عمر بھر زیرِ تربیت رکھا جاتا ہے۔

اسلام تو غلط ساخت پر بنی ہوئی دنیا کو توڑ کر نئی دنیا از سرِ نو تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔ یہ تو جاہلی یا مشرکانہ یا منکرِ خدا تہذیب کا تسلط ختم کر کے نئی خدا پرستانہ تہذیب کا دور شروع کرنے کی جدوجہد سے عبارت ہے۔ سیاسی ہیئتوں سے لڑائی ہے، رسم و رواج سے لڑائی ہے، اپنی اور اپنوں کی خواہشوں سے لڑائی ہے، لوگوں کی خود ایجاد کردہ شریعتوں سے لڑائی ہے، مذہبی دکانداروں سے لڑائی ہے۔ ایسی بھاری لڑائی لڑنے کے لیے آدمی بس یونہی بغیر کسی تیاری کے نکل کھڑا ہو، یہ سمجھ میں آنے والی بات نہیں۔ اسلام فلاحِ انسانیت کی جس عظیم انقلابی مہم پر مشتمل ہے اس کے لیے لبیک کہنے والے ہر سپاہی کو عمر بھر کے لیے ایک ایسے تربیتی کورس کا پابند کیا جاتا ہے جو فکر و عقیدہ کو بھی مسلسل استحکام دیتا ہے، اخلاق و کردار کو بھی اور اجتماعیت کو بھی۔

یہ مہم ایسے لوگوں کے ذریعے سے نہیں چل سکتی جو زبانی دعوے تو شاندار کریں اور عملاً برعکس زندگی گزاریں۔ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، مگر نہ مسلمانوں کے سے فرائض ادا کریں اور نہ پابندیاں قبول کریں۔ اپنی ذاتی خواہشوں کی غلامی کرنے والے لوگ، دن رات دولت اور اسبابِ دنیا جمع کرنے کے خواب دیکھنے والے لوگ، اسراف و تبذیر میں مبتلا لوگ، رشوتیں کھانے والے اور خیانتیں کرنے والے لوگ، سود کا لین دین اور کاروبار میں ہیر پھیر کرنے والے لوگ، قوت و اقتدار پا کر کمزوروں کو ستانے والے لوگ، اس مہم کے لیے عملاً مفید نہیں

ہو سکتے، بلکہ الٹا مضر اور مزاحم ہوتے ہیں ۔ اس جان جوکھوں کی مہم کی تیاری کے لیے اسلام نے انسان کو خدا پرستانہ بنیادوں پر خود تسخیری کا جو پروگرام بنا کر دیا ہے اس میں روزے کو بڑی اہمیت حاصل ہے ۔

روزے کی حقیقت

ایک روزہ وہ ہے جو روزے کے احکام، اس کے مقاصد اور تقاضوں کو سمجھے بغیر رکھا جائے، یعنی ایک مشینی سی اطاعت۔ اور اطاعت اپنے اصل معنوں میں نہ ہو تو آبائی یا خاندانی یا سماجی معمول کی رو میں آدمی بہتا رہتا ہے۔

ایک روزہ وہ ہے جو ایمان و احتساب کے ساتھ رکھا جائے، اور یہی مطلوبِ شریعت ہے کہ روزہ آدمی جذبۂ ایمانی کے ساتھ رکھے، یعنی میں ایک لاشریک خالق و مالک کا بندہ ہوں جو میرا رب اور الٰہ ہے، میں اس کی سلطنت میں رہتا ہوں، اس کے رزق پر پلتا ہوں اور میرے لیے اس کی طرف سے امتحانِ وفا یہ رکھا گیا ہے کہ آیا میں اس کی خوشنودی کے لیے اپنی تند خواہشات پر قابو رکھتا ہوں یا نہیں۔

پھر اس روزے کے کچھ مقاصد ہیں جو روزہ فرض کرنے والے آقا نے خود ہی مقرر کیے ہیں، ان مقاصد میں سرِفہرست تقویٰ ہے، پھر صبر ہے، پھر قرآن سے ربط و تعلق ہے، پھر خیانت و دروغ اور غیبت و چغل خوری سے اجتناب ہے، حرام اشیا اور اعمال سے پرہیز ہے، پھر صدقہ ہے، جذبہ جہاد ہے، دعوت الی اللہ ہے، اور یوں سمجھئے کہ سارے کا سارا دین روزے کے گرد مترتب ہو جاتا ہے ۔ جس نے ایمان و شعور اور خود احتسابی کے ساتھ روزہ رکھا اس نے در حقیقت پورا دین سمیٹ لیا۔

ایمان جہاں روزہ کا اصل محرک ہے، وہاں وہ ذریعۂ احتساب بھی ہے۔ اسی لیے ان دونوں چیزوں کو جمع کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے ایمان و احتساب کے ساتھ روزے رکھے، اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے ۔ یعنی ایمان و احتساب والا روزہ معصیت کی دلدل سے نکال کر انسان کو تقویٰ کے بہارستان میں لے آتا ہے ۔ پس روزہ دار کے لیے ضروری ہے کہ اس بات کا احتساب بھی کرتا رہے کہ اس کے روزے کے مقاصد صحیح طور پر پورے ہوں، اور ایسی متضاد چیزیں روزے کے ساتھ جمع نہ ہوں جو روزے کے مقاصد کو نقصان پہنچاتی ہیں، یا عند اللہ اسے بالکل ہی کالعدم کر دیتی ہیں۔

روزہ اور خود احتسابی

پہلا نکتۂ احتساب یہ ہے کہ صحیح جذبۂ ایمانی روزہ کا محرک ہو اور نیتِ خالص کارفرما ہو۔ نیت صرف وہ خالص ہوتی ہے جس کا واحد ہدفِ مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ہو۔ کوئی شائبہ ریا یا خواہش داد و ستد شامل ہو جائے، یا محض کسی شخص یا گروہ کے سامنے اہمیت اختیار کرنا مطلوب بن جائے تو نیت خالص نہیں رہتی۔ نیتِ خالص کے بغیر کوئی بہترین عمل یا ایثار بے برگ و بار ہو جاتا ہے، مثلاً انفاق اور جہاد، یا قربانی اور شہادت جیسی سعادتیں بھی آدمی کو کچھ نہیں دے سکتیں۔

پس ایک روزہ دار مومن کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے قلب کی کیفیت پر نگاہ رکھے اور مسلسل نگرانی کرے کہ دل کی مسند پر رضائے الٰہی کی جگہ کوئی دوسرا جذبہ تو قابض نہیں ہو گیا، کہیں اس کا جی یہ تو نہیں چاہتا کہ جابجا یہ ظاہر کرتا پھرے کہ میں نے روزہ رکھا ہے یا میں بہت قرآن پڑھتا ہوں اور بڑی باقاعدگی سے تراویح ادا کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی موقع پر کسی اہم ضرورت سے ایسی کوئی بات مجملاً بتانی پڑ جائے، لیکن خطرناک معاملہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے اندر خواہشِ اعلان و اشتہار موجود ہو۔

دوسرا بڑا نکتۂ احتساب یہ ہے کہ جھوٹی بات کہنا یا جھوٹے طرزِ عمل کو اختیار کرنا دین میں سخت ناپسندیدہ چیزیں ہیں ---- اس وجہ سے خاص توجہ دلا کر روزہ دار سے یہ مشق کرائی جاتی ہے کہ وہ جس طرح دن میں کھانے پینے سے اجتناب کر رہا ہے۔ اسی طرح اپنی مجموعی زندگی سے قولِ زُور اور عمل بالزّور کو خارج کر دے۔

غلط بیانی کرنا، جھوٹی قسمیں کھانا، لوگوں سے فریب کرنا، خیانت کاری اور اس سلسلے کی تمام چیزیں عام حالات میں بھی ممنوع ہیں، لیکن روزہ دار سے یہ چاہا گیا ہے کہ وہ اس پہلو سے اپنے اقوال و اعمال کا خاص دھیان رکھے اور ایسی چیزوں سے اپنے آپ کو پاک کرے، جو روزہ دار ایسا نہ کرے اس کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ ایسے شخص کا روزہ محض بھوک پیاس بھگتنا ہے، اور خدا کو اس کی بھوک اور پیاس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ذرا حضورؐ کے ارشاد پر غور کیجیے، بڑی وعید ہے۔ اگر جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے ہی پرہیز نہ کیا جائے تو پھر روزہ دار کو آخرت میں کچھ نہ ملے گا۔

دراصل حدیث کے یہ الفاظ "قول الزُّور والعمل بہ" ایسے جامع الفاظ ہیں کہ نہ صرف غیبت اور دشنام کو محیط ہیں بلکہ ہر قسم کی خیانت اور بدعنوانی اور حرام خواری کو بھی حاوی ہیں۔

مالِ حرام اور خیانت و ظلم سے اجتناب

روزہ دار کو اپنی پوری زندگی، اپنے املاک، اپنے کاروبار اور اپنی سرگرمیوں پر نگاہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ اس کے ہاں "اکل اموال بالباطل" کی کوئی شکل تو موجود نہیں ہے؟ سود یا قمار یا ملازمین اور محنت کاروں کے استحصال سے ناجائز فائدہ تو حاصل نہیں کیا جا رہا؟ کوئی حرام جائداد تو نہیں ہے؟ کوئی ناجائز ذریعہ مفاد تو کام نہیں کر رہا؟ کسی کی امانت تو اپنے ذمے نہیں ہے؟ کسی کا قرض تو واجب الادا نہیں ہے؟

ایک سچے روزہ دار کا کام یہ ہے کہ وہ اگر اپنے دائرہ حیات میں خیانت یا بدعنوانی یا ظلم کا کوئی شائبہ بھی پاتا ہو تو اسے ترک کر دے، اور کسی کا حق مارا ہو تو حق دار کو اس کا حق واپس پہنچا دے۔ صرف اتنی روزی سے کام چلائے جس کے متعلق اسے تسلی ہو کہ یہ قولی اور عملی زور سے پاک ہے۔

نہ دیکھے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے کیا کیا فائدے بے تحاشا اٹھا رہے ہیں، نہ پروا کرے کہ ادنیٰ ادنیٰ لوگ کیسی کیسی آسائشیں سمیٹ رہے ہیں، آنکھوں کو نہ جھکنے دے بڑی بڑی عمارتوں اور گاڑیوں اور مشینوں اور پلاٹوں اور بنک بیلنسوں کے سامنے۔

جائز و ناجائز کی حدود سے آزاد، دولت کا یہ پورا گندا کھیل آدمی اور اس کے خدا کے درمیان ایک دیوار بن گیا ہے۔ آدمی کو اس دور نے کمانے اور کھانے کی ایسی مشین بنا دیا جس کی پوری قوتیں اور جس کا سارا وقت روپے کے گرد طواف کرنے میں گزر جاتا ہے۔ اس حائل شدہ دیوار کو ڈھانا مومن کا کام ہے، اور یہ کام روزہ داری کی حالت میں خصوصیت سے ہونا چاہیے۔

دولت پرستی کی دیوار کو ڈھانے کے لیے رمضان میں صدقہ کرنے کی خصوصی ترغیب دلائی گئی ہے۔ صدقہ اس شکل میں بھی کہ لوگوں کا روزہ افطار کر دینے میں خرچ کیا جائے۔ دوستوں اور مستحقین کے کھانے کے انتظام کیا جائے۔ اہلِ احتیاج کے لیے کپڑوں، جوتوں یا دوا کا بندوبست کیا جائے، طالب علموں کے لیے فیسوں اور کتابوں کی فراہمی کی صورت میں مدد کی جائے، قیدیوں کو جیل میں کھانا، کپڑا یا دوسری ضروریات پہنچائی جا سکتی ہوں تو پہنچائی جائیں، ہسپتالوں میں اگر نادار مریضوں کو دوا، غذا، پھلوں یا کسی دوسرے ضروری سامان کی شکل میں مدد دی جا سکے تو دی جائے۔ سرزمینِ پاکستان کے روزہ داروں کی خاص توجہ مجاہدین و مہاجرین کشمیر و افغانستان کی بے وطنی و بے کسی پر بھی ہونی چاہیے۔ رمضان کے اختتام پر فطرانہ بھی دینا لازم

ہے۔ بعض لوگ تو زکوٰۃ بھی پابندی سے رمضان ہی میں ادا کرتے ہیں۔

صدقہ کی یہ ساری صورتیں روزہ دار کی روح کو توانا کرتی ہیں اور انسان اور خدا کے درمیان دنیوی مادیت کی حائل شدہ دیوار کو گرا کر بندہ و آقا میں قرب پیدا کرتی ہیں۔

تیسرا نکتہ احتساب یہ ہے کہ روزہ دار کو خیال رکھنا ہے کہ وہ کسی کے ساتھ لڑے جھگڑے نہیں۔ لڑنا جھگڑنا یوں بھی اچھا رویہ نہیں ہے، لیکن روزے کی حالت میں تو یہ عین روزے کی اسپرٹ کا نقیض ہے۔

چونکہ روزہ دار پر بھوک پیاس کی حالت میں ایک کرب طاری ہوتا ہے، اس کے اعصاب متاثر ہوتے ہیں اور اس میں آسانی سے جذباتی ہیجان پیدا ہو سکتا ہے، اس لیے حضورؐ نے بطور خاص متنبہ کر دیا کہ روزہ دار سے اگر کوئی دوسرا جھگڑنے لگے تب بھی اسے معذرت کر دینی چاہیے۔ وہ صاف کہہ دے کہ بھائی میں اس میدان کا مرد نہیں ہو سکتا۔ ضرورت ہو تو اپنی معذرت کو واضح کرنے کے لیے مجملاً یہ بتا بھی دے کہ میں روزے سے ہوں۔ یعنی میں نے ایک بھاری ذمہ داری اٹھا رکھی ہے اور مجھ پر خدا اور رسولؐ کی طرف سے سخت قدغن لگی ہوئی ہے۔ میں ایک بگٹٹ اور آزاد رو آدمی نہیں ہوں کہ جو چاہوں کروں۔ مجھ پر اصل پابندی تو ایمان کی تھی ہی، اب مزید ایک پابندی روزہ کی وجہ سے ہے۔

یہ بھی صبر کا ایک بڑا مظہر ہے کہ آدمی دوسروں سے نہ صرف یہ کہ جھگڑا نہ کرے بلکہ دوسرے اگر بد کلامی اور تلخ مزاجی کا مظاہرہ کریں تب بھی بچ بچا جائے۔

اس مہینے سے فائدہ اٹھایئے

اس مہینے میں جب کہ غول شیطانی کی یورش کم ہو جاتی ہے، ہمارے لیے آسان ہو جاتا ہے کہ ہم اپنے دل کی دنیا تک رسائی حاصل کریں۔ سحری کے وقت، خلوئے معدہ کے وقت، افطاری کے وقت اور تراویح کے وقت اپنا احتساب کرنا زیادہ موثر ہو جاتا ہے۔

اس زمانے میں آدمی کو اپنے خلاف ناقد اور محاسب بن جانا چاہیے۔ ان تمام زہریلے کانٹوں کو دل سے چن چن کر نکالنا چاہیے جو اسے جبار و متکبر اور (یئوس ؟) و قنوط بناتے ہیں۔ اس مقدس مکان میں سے ہر ناپاک چیز کو نکال کر باہر پھینک دیجیے۔ اس میں جھاڑو دیجیے، چھڑکاؤ کیجیے اور آنسوؤں کے چراغ جلایئے۔